پولیٹیکس و اسلام

اور

برٹش گورنمنٹ اور رعایا اہل اسلام

ایک مدت سے جو پولیٹیکل (انتظامی یا ملکی) ایجیٹیشن (جوش) ہندوستان و پنجاب مین پھیل رہا ہے۔ اسکی نسبت ہم اسلام کی ہدایات اور راشد مسلمان رعایا کا عمل بیان کرنا چاہتے ہین۔ جب نیشنل کانگرس قائم ہوئی تھی اور اسکے کئی رسالے بھی شائع ہوئے۔ تو ہمنے ایک بسیط مضمون لکھا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ گورنمنٹ کی غلطیون یا کوتاہیون پر اُسکو آگاہ کرنا وفادار رعایا کا فرض ہی اور رعیت ہونے کا لازمہ ہے مگر اس مین شرط انصاف جسکی ہدایت اسلام کرتا ہے یہ ہے کہ وہ آگاہی ادب و تعظیم سے ہو۔ نہ بے ادبی اور دریدہ دہنی سے وہ مضمون ہم نے سر سید کو (جبکہ وہ لاہور مین بتقریب جلسہ ایجوکیشنل کانفرس آئے اور ان کے لکچر لاہور مین ہوئے تھے) ملاحظہ اور مشورہ کے لیئے دیا تھا۔ اس مضمون کو انہون نے علیگڈھ بھیجکر واپس کیا اور مشورہ دیا کہ بالفعل اس کی اشاعت کو ملتوی رکھا جاوے۔ شاید اسکی وجہ یہ ہوگی کہ کانگرس کے مقابلہ مین سر سید نے ایجوکیشنل کانفرس قائم کردی تو مسلمانون کا خیال اس طرف لگ گیا اور ان کے لیئے ایک مشغلہ* پیدا ہو گیا۔ اور نیشنل کانگرس مین مسلمانون

*۔اسمین یہ اشارہ ہے کہ ان کو ایک مشغلہ ہی ملا ہے بجز اسکے علاوہ اسلام و مسلمانون کو اس کانفرس سے کچھ بھی فائدہ نہین ہوا۔ چنانچہ اس بات کو بہت سے اہل الرائے نے تسلیم بھی کیا ہوا ہے۔

دسمبر ۱۹۰۷ء مین کانفرس کا جلسہ کراچی مین منعقد ہوا تو دور دراز ممالک کے ۵ سو اور بقول بعض بارہ سو اشخاص کے قریب اسمین شامل ہوئے۔ انہین سے ایک گریجوایٹ (تعلیم یافتہ) مسلمان بیرسٹرایٹ لا سے مینے پوچھا کہ اس جلسہ مین شامل ہو کر دین اسلام و مسلمانون کا کونسا فائدہ محسوس و مشاہدہ کیا۔ وہ بولے جیسے بزرگون کے عرس کے میلے مین لوگ جمع ہوتے ہین تو اس میلے مین دور کے لوگون کی ملاقات ہو جاتی ہے ایسے ہی اس میلے کی شمولیت سے دور کے لوگون سے ملاقات ہو جاتی ہے کانفرس سر سید کی گویا مزار ہے اور جلسہ انکا عرس ہے اور حاضرین جلسہ زائرین اسکے سوا کے اور

(باقی بر صفحہ)

نے بہت تھوڑا حصہ لیا۔ لہذا ہم بھی اس مضمون کو بھول گئے۔

تھوڑے زمانہ سے کانگرس کی نئی رایت کی توجہ سے پولٹیکل ایجیٹیشن زیادہ ہوگیا ہے۔ تو پھر ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کہ ناواقف مسلمانون کو اس ایجیٹیشن کی نسبت اسلام کے ہدایات سنادی جاوین۔ اور واقف کار راشد مسلمانون کے طریق عمل گورنمنٹ اور ناواقف مسلمانون کو اطلاع دیجاوے۔ تاکہ گورنمنٹ اسلام و مسلمانون کی طرف سے اس اندیشہ سے ہمیشہ کے لئے مطمئن رہے۔ جیسا کہ اب تک ہے۔ اور آئندہ ناواقف مسلمان ایجیٹیشن (جوش ظاہر کرنے والون) کی پیروی نہ کرین۔ اسلام کے پولٹیکل ہدایات واحکام کو اشاعۃ السنۃ جلد ۲ مین جو ۱۸۷۹ء مین شائع ہوچکا ہے ہم تفصیل نظائر سے بیان کرچکے ہین۔ اس مقام مین نظائر چھوڑ کر صرف بعض احکام بیان کرتے ہین۔ سو واضح ہو کہ ایک طرف تو اسلام نے اسلامی بادشاہون اور حاکمون کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ رعایا پر خواہ کسی مذہب و ملت کے ہون ظلم نہ کرین اور اس کی حق تلفی نہ کرین۔ اور دوسری طرف رعایا کو یہ حکم دیا ہے کہ سلاطین و ملوک خواہ انکی کتنی ہی حق تلفیان اور انپر ظلم کرین وہ انکی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچین اور اس مصرعہ کو عمل پر لاتے رہین۔

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے۔ نہ زبان سے انکی توہین کرین نہ تلوار یا ہاتھ سے انکا مقابلہ کرین بلکہ وہ انکے ظلم پر بھی انکو راضی رکھین۔ ہان جو غلطی دیکھین اسپر ان کو ادب سے آگاہ کرین اور منت و خوشامد سے اپنے حقوق ان سے طلب کرین۔

فائدہ نظر نہین آیا۔ ایسا ہی ہمنے بہت سی تعلیم یافتہ اور سرسید کے معتقدون سے سنا ہے۔ حامیان کانفرس خصوصًا ہمارے پرانے دوست نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین صاحب سکرٹری۔ اگر اس کانفرس کا کوئی اور فائدہ بتادین تو ہم بھی اس کانفرس کے حامی وخادم بنجاوین۔

ہز ہائنیس نواب صاحب والی ریاست خیرپور سندہ نے (جو اس جلسہ کے میزبان تھے) جس قدر روپیہ کانفرس کی دعوت ومہمانوازی مین صرف کیا ہے اگر وہ اس روپیہ کو کسی اسلامی مدرسہ یا کالج کی مذہبی تعلیم مین صرف کرتے تو اسکا فائدہ عام ہوتا۔ زائرین مزار سید جو صدہا روپیہ خرچ کرکے اس عرس مین شامل ہوگئے ہین۔ اگر اسی روپیہ کو سرسید کیطرف سے علیگڈہ کالج کی مذہبی تعلیم مین شامل کردیتے تو انکی روح کو ثواب پہنچانیوالے بنتے۔ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ ہی کو لی سمجھے۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قسم اول کے احکام و ہدایات

(۱) عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیتہ متفق علیہ (مشکوۃ ص ۳۱۲)

(۲) عن معقل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد یسترعیہ اللہ رعیۃ فلم یحطھا بنصیحۃ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ متفق علیہ (مشکوۃ ص ۳۱۳)

(۳) عن عائذ بن عمرو سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول شر الرعاء الحطمۃ رواہ مسلم (مشکوۃ ص ۳۱۳)

(۴) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ ایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین اللہ حجاب متفق علیہ (مشکوۃ ص ۱۲۷)

(۱) ابن عمرؓ صحابی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عام لوگوں کا سردار اُن کا نگہبان ہوتا ہے۔ اور اس کو رعیت کی بابت سوال ہوگا۔

(۲) معقل صحابی نے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے سنا کہ کوئی ایسا بندہ نہ ہوگا جسکے سپرد کوئی رعیت ہوگی اور وہ اُسکی خیر خواہی نہ کریگا۔ مگر وہ بہشت کی خوشبو نہ پاوے گا۔

(۳) عائذ ابن عمروؓ صحابی نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بد ترین سردار بادشاہ وہ ہیں جو رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔

(۴) ابن عباسؓ صحابی نے کہا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (گورنر ممالک یمن بنا کر بھیجا تو یہ) فرمایا کہ ان کے اچھے مال (اونٹ بکریاں وغیرہ) زکوۃ میں لینے سے بچو۔ اور مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ اس کی بد دعا اور خدا تعالیٰ میں کوئی روک و پردہ نہ ہوگا۔

(۵) عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم لا یدخل الجنۃ صاحب مکس یعنی الذی یعشر الناس رواہ احمد مشکوۃ ص ۳۱۳۔

(۵) عقبہ صحابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (نا واجب) ٹیکس لینے والا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۶) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احب الناس الی اللہ یوم القیمۃ و اقربہم منہ مجلسًا امام عادل وان ابغض الناس الی اللہ یوم القیمۃ واشدھم عذابا وفی روایۃ وابعدھم منہ مجلسًا امام جائر رواہ الترمذی مشکوۃ ص۳۲۱

(۶) ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن سب لوگون سے خدا کا زیادہ پیارا اور زیادہ قریب درجہ مین بیٹھنے والا عادل سردار ہوگا۔ اور سب سے بڑھکر ناپسندیدہ اور سخت عذاب مین مبتلا یا خدا سے بہت دور بیٹھنے والا۔ ظالم سردار ہوگا۔

(۷) عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤخذ صدقاتہم الا فی دوارھم رواہ ابوداؤد مشکوۃ ص۱۴۹

(۷) عمرو بن شعیب کے دادا صحابی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے لوگون سے مال زکوۃ اُن کے گھرون مین جاکر لو لینے اپنے ہیڈ کوارٹر مین انگوادائے معاملہ کے لیے تکلیف مدو (ہماری برٹش گورنمنٹ کا اس حکم نبوی کے مطابق عمل ہے۔ نمبرداروں کے ذریعہ۔ جو سرکاری ملازم ہین اور پنجوترہ پاتے ہین۔ معاملہ لوگون سے وصول کیا جاتا ہے۔ لوگون کو تحصیل مین نہین بلایا جاتا)۔

(۸) عن ابی شماخ عن ابن عم لہٗ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ولی من امر الناس شیئا ثم اغلق بابہٗ دون المسلمین او المظلوم اوذی الحاجۃ۔ اغلق اللہ دونہ ابواب الرحمۃ رواہ البیہقی (مشکوۃ ص۳۱۶)

(۸) ابو شماخ کے عم زاد بھائی صحابی سے روایت ہے۔ کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جو شخص لوگون کا سردار بن جاوے پھر وہ انکی عرض معروض یا مظلوم کی فریادرسی سے دروازہ بند رکھے خدا تعالےٰ اس سے رحمت کا دروازہ بند کرلیگا

ہدایات و احکام قسم دوم

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ

(۱) ابو ہریرہ صحابی نے کہا کہ آنحضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم من یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۳۱۱)

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای من امیرہ شیئا فلیصبر متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۱۱۔

(۳) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون بعدی اثرۃ وامورا تنکرونھا۔ قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال ادوا الیھم حقھم وسلوا اللہ حقکم متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۱۶

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے امیر کی فرمانبرداری کی اُس نے میری فرمانبرداری کی جس نے امیر کی نافرمانی کی اُسنے میری نافرمانی کی

(۲) ابن عباس صحابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے حاکم سے کوئی ناپسند امر دیکھے وہ صبر کرے

(۳) ابن مسعود صحابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میرے بعد تم دیکھو گے کہ امراء اپنے حظوظ نفس کو مقدم کریں گے ایسے ہی اور امور جنکو تم پسند نہ کروگے انہوں نے عرض کیا کہ اس صورت میں آپکا کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا تم اُن کا حق اطاعت ادا کرو۔ اور اپنا حق خدا تعالےٰ سے طلب کرو۔

(۴) عن جریر ابن عبداللہ قال جاء ناس من الاعراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقین یاتوننا فیظلمونا فقال ارضوا مصدقیکم قالوا وان ظلمونا قال ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ص ۱۵۹)

(۴) جریر صحابی نے کہا ہے۔ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمال و حکام کی شکایت لے کر آئے کہ وہ زکوٰۃ لینے میں ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ان کو خوش کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہ ظلم کریں تو بھی آپ نے فرمایا اگرچہ وہ ظلم کریں تم اُن کو خوش کرو۔

(۵) عن جابر بن عتیک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیاتیکم رکیب مبغضون فاذا جاءکم فرحبوھم وخلوا

(۵) جابر بن عتیک صحابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تمہارے پاس ایسے سوار زکوٰۃ لینے کو آئیں گے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بینهم وبین ما یبتغون فان عدلوا
فلانفسهم وان ظلموا فعلیهم وارضوهم
فان اتمام زکوتکم رضاهم مشکوٰۃ ص۱۴۱

جو تم کو اچھے نہ لگین گے۔ جب وہ آئین
تم انکو ویلکم (مرحبا) کہو۔ اور جو مال وہ زکوٰۃ
مین لینا چاہین لینے دو۔ وہ عدل وانصاف
کرین گے تو ان کو ثواب ہوگا ظلم کرین گے تو اسکا وبال ان پر پڑے گا۔ تم ان کو راضی
کردو۔ تمہاری زکوٰۃ کا پورا ہونا انکو راضی کرنے سے ہے۔

(۶) عن زیاد ابن کسیب العدوی قال
کنت مع ابی بکرۃ تحت منبر ابن عامر
وھو یخطب وعلیہ ثیاب رقاق فقال
ابوبلال انظروا الی امیرنا یلبس ثیاب
الفساق فقال ابوبکرۃ اسکت سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ
اللہ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۳۱۳)

(۶) زیاد صحابی سے نقل ہے کہ مین ابن
عامر (حاکم وقت) کے منبر کے نیچے تھا جب وہ
خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اور اس کے کپڑے باریک
تھے ابوبلال نے آنکا کہا کہ ہمارے امیر کو
دیکھو۔ فاسقون (گنہگارون) کے سے
کپڑے پہن رہا ہے۔ ابوبکرہ صحابی نے
کہا چپ رہ۔ مین نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ جو شخص بادشاہ
کی اہانت کرتا ہے۔ خدا اُس کی توہین کرتا ہے۔

(۷) عن ابن عمر قال ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال السلطان ظل اللہ فی الارض
یاوی الیہ کل مظلوم من عبادہ فاذا
عدل کان لہ من الاجر وعلی الرعیۃ الشکر
واذا جار کان علیہ الاصر وعلی
الرعیۃ الصبر رواہ البیہقی
(مشکوٰۃ ص۳۱۵)

(۷) ابن عمر صحابی نے کہا کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہے۔ کہ بادشاہ وقت زمین مین
خدا کا سایہ ہے۔ مظلوم بندگان خدا
اسکی پناہ مین ہوتے ہین۔ پھر جب بادشاہ
عدل کرتا ہے۔ خدا تعالے اسکو اجر دیتا
ہے۔ اور رعیت پر اُسکا شکر واجب ہے
اور جب وہ ظلم کرتا ہے اسپر اسکا بوجھ ہوتا ہے
اور رعیت پر صبر واجب ہوتا ہے (یعنے نہ اُن کا مقابلہ و مخالفت کرنا)۔

(۸) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ

(۸) ابو سعید خدری صحابی نے کہا کہ آنحضرت

© rasailojaraid.com

صلی اللہ علیہ وسلم افضل الجہاد من قال کلمۃ حق عند سلطان جائر مشکوۃ ص ۳۱۴

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر جہاد* ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہدینا ہے (یعنے ادب سے نہ توہین سے) جسکی تحقیق نمبر ۶ مین ممانعت آچکی ہے۔

حکم و ہدایات مشترک قسمین

(۱) وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول انا اللہ لا الہ الا انا مالک الملوک وملک الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکہم علیہم بالرحمۃ والرافۃ وان العباد اذا عصونی حولت قلوبہم بالسخطۃ والنقمۃ فساموھم سوء العذاب فلا تشغلوا انفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشتغلوا انفسکم بالذکر والتضرع کی اکفیکم ملوککم رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (مشکوۃ ص ۳۱۰)

(۱) ابو درداء صحابی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے مین وہ اللہ ہون جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین مین بادشاہون کا مالک ہون۔ اور ان کا بادشاہ ہون۔ بادشاہون کے دل میرے ہاتھ مین ہین بندے جب میری فرمانبرداری کرتے ہین۔ تو مین بادشاہون کے دل ان کے حق مین نرم اور رحیم کردیتا ہون۔ اور جب وہ نافرمانی کرتے ہین۔ تو مین ان کے دل سختی اور غصہ والے کردیتا ہون۔ اور وہ انکو بڑا عذاب چکھاتے ہین۔ تم ان کے حق مین بددعائیں نکرو۔ مجھے یاد کرو۔ اور عاجزی کرو۔ مین ان کے دلون کو سنبھال لونگا۔

ہر چند یہ ہدایات مسلمان بادشاہون اور ان کے مسلمان رعایا کے خطابات ہین ہین۔ اور وہی ان کے مورد نزول اور محل خطاب ہین۔ مگر ان ہدایات کے الفاظ عام ہین

* جہاد اسلام مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے مگر وہ [illegible] (مدافعت کے لیے) ہوتا ہے نہ اففنسیو پیش قدمی اور جبراً مسلمان بنانے کے لئے ہو دیکھو ہمارا رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد اردو فارسی انگریزی)

© rasailojaraid.com

وہ اپنی عموم سے مسلمانون کے بادشاہان غیر مذاہب اور شاہان اسلام کی رعایا غیر مسلم کو بھی شامل ہین۔ اور پریکٹیکلی (عملی) قرار داد شاہان و رعایا شاہان غیر اقوام بھی اس امر کا مجوز ہے۔ کہ غیر اسلامی بادشاہون کی رعایا اہل اسلام کے لئے بھی یہی ہدایات واجب العمل ہین۔

پہلے صدر اول (زمانۂ رسالت اور خلافت راشدہ) کو دیکھیین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین مسلمانون نے مکہ معظمہ مین مشرکین کے ہاتھ سے تکلیفین پائین تو بیاسی مسلمان مرد و زن نے جنمین خصوصیت کے ساتھ لائق ذکر حضرت عثمان رضی اور ان کے حرم محترم رقیہ لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جعفر طیار خلف اکبر سید ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ مکہ معظمہ سے ہجرت (ترک وطن) کر کے حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نامی کی سلطنت مین پناہ گزین ہوئے۔ اور اسکے فرمانبردار رعایا بن گئے۔ اور کبھی کسی مسلمان نے احکام سلطنت سے سرکشی و بغاوت نہ کی۔

سلطنت غیر مین رہ کر اور رعایا بن کر احکام سلطنت کی اطاعت سے مسلمانان صدر اول کا سرکشی کرنا کجا غیر مذہب کے لوگون سے صرف امن جتا کر راستہ چلنے والے مسلمانون کے لئے بھی ایسے فعل نقض امن و بغاوت کو اسلام نے جائز نہین رکھا۔ بطور نظیر صرف ایک واقعہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ مغیرہ بن شعبہؓ نے جو آخر مسلمان ہو کر بڑے صحابی بن گئے۔ اپنے ملک کے ایک قبیلہ ثقیف کے چند آدمیون کے ساتھ مل کر مصر کے بادشاہ مقوقس کے پاس پہنچے۔ وہان ان لوگون کی خاطر و مدارات ہوئی۔ اور مغیرہ کو کچھ نہ ملا۔ راستہ مین آکر انہون نے مے نوشی کی۔ جب وہ بیہوش ہو گئے۔ تو مغیرہ نے ان کو قتل کر ڈالا۔ اور ان کا مال لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ اور اسلام کا اظہار کیا۔ اور وہ مال بھی پیش کر دیا۔ تاکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت اپنی رائے کے مطابق عمل کرین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام تو ہمنے قبول کیا۔ مگر اس مال سے ہمکو کوئی تعلق نہین۔ کیونکہ یہ مال غدر ہے۔ اس حکم و فیصلہ مین بانی اسلام نے بطور (قاعدہ کلیہ) یہہ فیصلہ کر دیا ہے کہ کسی غیر مذہب شخص یا قوم کو امن جتا کر اسکے ساتھ رہنا یا ملکر چلنا پھر اسکے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مال یا جان سے تعرض کرنا جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ کوئی شخص کسی غیر مذہب سلطنت کے ماتحت رہ کر اور اسکے رعایا کہلا کر اسکی مخالفت یا بغاوت کرے۔

یہ عمل مسلمانان ماتحت سلاطین و مساکنین غیر اسلامی سلطنت ہے۔ اب عمل سلطنت اسلام کا اپنی رعایا غیر اقوام کے ساتھ ملاحظہ کرو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہو جانے اور پورا تسلط پا لینے کے بعد اور آپ کے خلفاء راشدین اپنے ماتحت رعایا غیر اقوام کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو اپنے ہم مذہب رعایا سے کرتے۔ ان کے معابد صومعے اور گرجے نہ گراتے۔ بلکہ انکی حفاظت بھی ویسی ہی کرتے جیسے اپنے مساجد و معابد کی کرتے۔ یہ حکم ان کو قرآن نے خود دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا (الحج رکوع ۶)

خدا تعالے لوگوں کو ظالموں سے روکنے کے لیئے لڑائی کا حکم نہ دیتا تو نصاریٰ کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کے مساجد جن میں خدا تعالے کا نام بہت لیا جاتا ہے گرائے جاتے۔

اسی حکم کے مطابق آنحضرت نے اور اُن کے خلفاء راشدین نے اپنی رعایا یہود و نصاریٰ کے صومعے اور گرجے جنہیں وہ خدا تعالے کی عبادت کرتے باقی رکھے جیسا کہ مسلمانوں کے معابد و مساجد۔

اسلامی حکومت میں ایک یہودی یا نصرانی کے ساتھ مقدمات عدالت میں ویسا ہی سلوک کیا جاتا تھا جیسا کہ ایک مسلمان کے ساتھ۔ صدر اول کے بعد سے اسوقت تک سلاطین اسلام (شاہان سلطنت عثمانی حضرت سلطان المعظم۔ شاہ امیران۔ شاہ بخارا۔ شاہ افغانستان وغیرہم) اپنی غیر اسلامی رعایا کے حقوق اور انکے معابد کی ویسی نگہداشت کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسیکہ مسلمانوں کے حقوق و مساجد کی۔

مسلمان فرمانروایان ہندوستان (خصوصاً اورنگ زیب شاہ عالمگیر۔ و سلطان محمود غزنوی) پر جو مخالفین اسلام ہندو و آریہ وغیرہ یہ الزام سراپا اتہام قایم کرتے ہیں کہ انہوں نے رعایا غیر اقوام کے ساتھ واجبی مساواۃ کو مرعی نہیں رکھا بلکہ ہندوؤں کو جبراً مسلمان و مختون کیا۔ اور انکے معابد کو گرایا۔ اسکے جواب میں ہم اس مضمون میں تفصیلی اور تاریخی بحث کرتے مگر اخبار وطن جلد ۷ مطبوعہ و مشتہرہ ۱۹۰۷ء کے نمبر ۱ ۳ وغیرہ میں اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر کافی بحث ہوچکی ہے جو لوگ شائق وطالب تفصیلی بحث کے ہوں وہ وطن ۱۹ اگست ۱۹۰۷ء اور اسکے مابعد کے چند پرچے ملاحظہ کریں وہ ان نمبروں کو ملاحظہ کرنے سے یقین کرلینگے کہ متعصب ہندؤں وغیرہ نے جو کچھہ کہا ہے اس میں تعصب و نا انصافی سے کام لیا ہے

ہم اس مقام پر بطور نظیر دو اسلامی سلطنتوں موجودہ زمانہ حال کو پیش کرتے ہیں جنکی عملی اور مرعی مساواۃ کو کتب تواریخ میں تلاش کرنا نہیں پڑتا بلکہ بحکم عیاں راچہ بیان انکا حال روزانہ وہفتہ وار و ماہوار رسائل و ملکی اخبارات یوروپ و ایشیا کے ناظرین کے لئیے محتاج بیان نہیں۔ ان میں سے ایک فخر دین و عزت اسلام حضرت سلطان المعظم ہیں۔ دوسرے ضیاء الملۃ والدین و قوت الاسلام و المسلمین ہز مجسٹی امیر افغانستان خلد اللہ ملکہما ہیں۔ حضرت سلطان المعظم کے ماتحت جسقدر یہود و نصارے رعایا اور رؤسا یاست ہا آباد ہیں وہ سب کے سب مسلمان رعایا اور رؤسا ماتحت کے مساوی حقوق پاتے ہیں۔ یہودیوں کے قدیم معبد بیت المقدس کی حضرت سلطان المعظم ویسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جیسے کعبہ ابراہیمی بیت الحرام کی تعظیم و تکریم۔ رعایا و رؤسا یہود و نصارے ماتحت کے حقوق میں ذرا سی بھی نامساوات کسی مخالف اسلام کے وہم و گمان میں آتی ہے تو یورپ کی سلطنتیں اور اخبار شور و غل مچا کر آسمان و زمین کے قلابے ملا دیتے ہیں جسکے جواب میں اسلامی اخبار اور سلطنت کے حامی اعیان و ارکان ثابت کر دکھاتے ہیں کہ حضرت سلطان المعظم سر موئے قاعدہ مساواۃ سے انحراف نہیں کرتے اس امر کا ثبوت بھی اخبار وطن لاہور وکیل امرتسر وغیرہ اسلامی اخبارون میں مفصل پایا جاتا ہے۔ حضرت سلطان المعظم کی معمولی مساواۃ پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل چاہیئے کہ غیر اسلامی سلطنتوں کی رعایا اپنے اوطان چھوڑ کر اس سلطنت کیطرف جوق جوق چلے آرہے ہیں۔ خصوصاً اسوقت سے کہ حجاز ریلوے کھلی ہے ہز مجسٹی شاہ افغانستان نے ہندوستان کے سیر و سیاحت میں اپنے معمولہ قاعدہ مساواۃ کو بذات خود مشاہدہ کرا دیا ہے۔ آپنے جو سلوک ہندوستان کے مساجد و اسلامی مشاہد سے کیا وہی ہندؤں کے مشاہد و معابد سے کیا اور اپنے دربار روز عید میں بمقام دہلی جیسے مسلمان رؤسا و عمائد کو مدعو کرکے اعزاز بخشا ویسے ہی ہندؤں کے رؤسا و اکابر کو ممتاز کیا اور اپنی زبان فیض ترجمان در افشان سے اس امر کا اظہار فرمایا کہ ہمارے دار السلطنت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کابل کے دربار میں شاٹھ ستر ہندو بھی شرف یاب ہوتے ہیں جیسے مسلمان مشرف و ممتاز ہیں۔

اسلام کی یہ ہدایت ہے اور اسلامی بادشاہان سلف اور زمانۂ حال کا ہدایت اسلام کے مطابق یہ دستور العمل ہے۔ تو اس سے گورنمنٹ اور پبلک کو یقین ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیئے کہ جو تعلیمیافتہ پارٹی میں تھوڑے عرصہ سے اپنے حقوق طلب کرنے میں پولیٹیکل جوش پھیل رہا ہے۔ اور اس حقوق طلبی میں ادب و تعظیم کا خون کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی ہدایت اور مسلمانوں کے اصول مذہب کے بالکل مخالف ہے یہی وجہ ہے کہ جو مسلمانوں میں مذہبی لیڈر (رہنما) ہیں اور اصول و ہدایات اسلام سے واقف اور عمل میں ان کے پابند ہیں ان میں سے اس جوش میں کوئی ایک شخص بھی شامل نہیں ہوا اور قلم یا زبان سے اسنے اس جوش کا حصہ نہیں لیا زیادہ تر اس جوش کے بانی مبانی تعلیمیافتہ ہندو ہیں اور مسلمانوں سے کوئی ان کا ہمصفیر اور شریک ہوا ہے تو وہی جو نہ تو اصول مذہب اسلام سے واقف تھا نہ عمل کے ساتھ انکا پابند۔

اس بیان سے اس ایجیٹیشن کے پیدا ہونے کا ایک بڑا قوی اور مؤثر سبب بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ ہندوستان میں یوروپ کی طرز پر مغربی تعلیم کی اشاعت ہے جسکے خطرناک اثر اور مضر نتیجہ کو مشاہدہ کر کے اسکو اس مصرع سے مخاطب کر سکتے ہیں ع اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

اس تعلیم کی اشاعت میں گورنمنٹ سے دو ڈبل غلطیاں ہوئی ہیں جنکا بیان حسب ہدایت حکم نمبر ۸ منجملہ احکام قسم دوم ہمارا مذہبی و منصبی فرض ہے جو بموجب حکم نمبر ۶ منجملہ احکام قسم دوم کمال ادب سے بیان کی جاتی ہیں۔

پہلی غلطی یہ کہ گورنمنٹ نے ہندوستان میں مغربی تعلیم پھیلانے میں ہندوستان کا یورپ پر قیاس کیا اور جو ہندوستانیوں اور یوروپین کے دل و دماغ میں اور اس ملک کی آب و ہوا میں نیچرل فرق تھا اسکا کچھ لحاظ نہ لیا اور یہ نہ سوچا کہ جو اکثر ایجادی اور صناعتی کام یوروپین کر چکے اور کر رہے ہیں اور انکی وجہ سے انکے دل و دماغ سرکاری نوکری کے خیال سے مستغنی اور خالی ہیں۔ وہ کام اکثر ہندوستانی دل و دماغ نہ کر سکینگے اور اگر کوئی کر بھی سکیگا تو ہندوستانی آب و ہوا ان کاموں کو پورا نہ ہونے دیگی۔ ان کاموں میں سے قدر قلیل بطور تمثیل ذکر کیا جاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روئی۔ سن۔ ھڈی۔ سینگ۔ چمڑہ وغیرہ اشیا، ہندوستان سے کوڑیوں کے مول خرید ہوکر یورپ میں جاتے ہیں اور وہاں کی آب وہوا سے رنگ وروپ پاکر وہ پھر اسی ہندوستان میں آکر روپیوں سے فروخت ہوتے ہیں انکا ہندوستان میں یہ رنگ وروپ پانا ناممکن ہے۔ ممکن ہوتا تو یورپ کے صناع ان چیزوں کی ساخت کے کارخانے کیوں اسی ملک میں نہ کھول دیتے اور اپنی ولایت میں انکا مواد لیجانے میں ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان کیوں برداشت کرتے جیسے بعض اشیا، ہندوستان (اُون وغیرہ کے سامان دکمبل وقالین وغیرہ تیار کرنیکے واسطے اسی ہندوستان میں ان کے کارخانے جاری ہیں اور بعض ہندوستانی طباع جنہوں نے کئی یورپین مشینوں کے کارخانے پارچہ بافی وغیرہ ہندوستان میں جاری کر رکھے ہیں وہ سب کچھہ یہاں کیوں نہ کر دکھاتے۔

بمبئی کلکتہ وغیرہ میں کپڑے کی مشینیں جاری ہیں کاغذ بنانے کے کارخانے کھلے ہوئے ہیں۔ مگر جو سفیدی پارچات یوروپ کی دھلائی میں اور جو صفائی یورپ کے کاغذمیں پائی جاتی ہے وہ ہندوستانی کپڑے اور کاغذمیں پائی نہیں جاتی وعلے ہذالقیاس۔ اسیوجہ سے ہندوستانی بعض جنٹلمین نئی تعلیم کے دلدادہ علاقہ علیگڈہ اپنے پارجات دھلوانے کے لیئے پیرس بھیجتے رہے ہیں۔ یہ تفارق یورپین دل ودماغ اور یورپ کی آب وہوا کا صاف یقین دلارہا ہے کہ گورنمنٹ نے ہندوستان کا قیاس یوروپ پر قیاس مع الفارق کیا اور اس میں دہوکھ کھایا ہے۔ جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کے اکثر گریجوایٹ جو مغربی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان صنائع وایجادات وتجارت کو (جو یورپین تعلیمیافتہ مد نظر رکھتے ہیں) اس تعلیم سے پیش نظر نہیں رکھتے بلکہ وہ اس سے صرف سرکاری نوکری کرنا اور سرکاری حکومت کے اختیارات حاصل کرنا پیش نظر رکھکر شرکا، حکومت وسلطنت بننا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ خیال رسودائے محال) انکو اپنے قدیم وآبائی کسب وتجارت اور پیشوں زراعت نجاری معماری لوہاری وغیرہ سے بھی روک لیتا ہے۔ اور سرکار کے ہاتھ مین اسقدر نوکریاں نہین ہوتیں۔ جسقدر تعلیم یافتہ پیدا ہوتے چلے جاتے ہین سرکاری نوکریان ہمیشہ محدود ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ حشرات الارض کی طرح غیر محدود ہوتے چلے جاتے ہین۔ اور جب کہ ادہر سے نوکری نہ ملی اور ادہر سے اپنے قدیم کامون دکانداری نجاری معماری کو اختیار کرنے سے عار دامنگیر ہوئی۔ تو اکثر لوگون کو صرف شغل بیکاری رہتا ہے۔ اور یہ مثل مشہور

© rasailojaraid.com

وسلم ہے۔ کہ مرد بیکار یا دزد یا بیمار ؛

دار انجا کہ دزدی۔ ایک غیر مہذبانہ طریق ہے۔ اور وہ لوگ مغربی تعلیم پاکر کوٹ پتلون پہنکر مہذب بن چکے ہوئے ہیں۔ لہذا بجائے چوری وہ سینہ زوری مگر نہ بزور شمشیر بلکہ بزور قلم و زبان اختیار کر لیتے ہیں۔ اس اختیار کے استعمال و اظہار کے لئے وہ عموماً دو طریق اختیار کر لیتے ہیں۔ ایک طریق پیشہ وکالت۔ دوسرا اجرائے ملکی اخبارات ؛

جو لوگ گریجوایٹ (ایم۔ اے۔ بی۔ اے) یا انڈر گریجوایٹ (ایف اے انٹرنیس پاس کہلاتے ہین وہ یورپ میں پہنچکر بیرسٹری کا یا ہندوستان میں رہکر پلیڈری کا امتحان پاس کرکے قانون میں کافی دستگاہ پیدا کر لیتے ہیں اور اپنی طلاقت لسانی اور خوش بیانی سے قوم اور حکام کی نگاہوں مین (رعب داب) پیدا کرکے اور کافی سے زیادہ روپیہ جمع کرکے واقعی شرکار حکومت بنجاتے ہیں اور اپنی جادو بھری تقریر دنسے سچون کو جھوٹا اور جھوٹون کو سچا بناکر واقعی ملزمون کو عدالتون سے چھوڑا لاتے ہیں۔ اور بے جرمون کو جیلخانون میں پہنچاتے ہیں۔ اس عروج سے ان کا وہ خیال شرکت حکومت و سلطنت اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ یہ چاہتے ہین۔ کہ اجنبی قوم کے حکمرانون کو اپنے ملک سے باہر نکال دین۔ اور خود مستقل حکومت حاصل کرین۔ وہ اسی خیال میں ایجیٹشن میں حصہ لیتے ہیں۔ یہ خیال صرف انہیں لوگون کو پیدا ہوتا ہے۔ جو اس مغربی تعلیم کے ساتھہ کسی مذہب آسمانی کے (جو حکام وقت کی اطاعت کو واجب اور موجودہ سلطنت (مخالف مذہب ہی کیون نہ ہو) کی بغاوت کو حرام بتاتا ہو جیسا کہ اسلام ہے) معتقد و پابند نہیں ہوتے۔

اور جو لوگ اس مغربی تعلیم مین اس رتبہ کو نہیں پہنچتے معہذا وہ کوئی نہ کوئی امتحان مختاری یا وکالت حاصل کرکے بقول مسٹر ایس ایس تھاربرن سابق کمشنر راولپنڈی (جو رائل کالونیل انسٹی ٹیوٹ لنڈن کے جلسہ ۱۱ فروری ۱۹۰۸ء میں انہوں نے کہا ہے) کہ "ہر ایک دیوانی عدالت ان بھوکے وکیلون سے بھری ہوئی ہے۔ جو بیہودی مقدمات سے قلیل معاش پیدا کرتے ہیں" بھوکے رہتے ہین۔ وہ اپنی بھوک کو مٹانے اور قوم کو اپنا خیر خواہ ہونا جتانے اور دار و گیر حکام کے وقت قومی شہید کہلانے کی غرض سے اس ایجیٹشن مین حصہ لیتے ہیں۔ ان میں سے بھی وہی شامل ہوتے ہیں۔ جو کسی آسمانی مذہب کے (جو بغاوت سلطنت سے روکے) پابند نہیں ہوتے ؛

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور جو لوگ اس مغربی تعلیم سے اس درجہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اور صرف ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان جانتے ہیں۔ اور کوٹ پتلون پہنکر اور نشست برخاست میں اوضاع یورپین اختیار کر کے یورپین بنے ہوئے ہیں۔ وہ کوئی اردو یا انگریزی اخبار نکالکر اسکے ذریعے ملک میں ایجیٹیشن پھیلاتے ہیں۔ اور قومی شہید بننا چاہتے ہیں۔ اور اس ذریعہ سے اپنی روٹی کما کھاتے ہیں۔ جنکو روٹی کمانے کا کوئی ذریعہ نہ ملے وہ اخبار نکال کر اسمیں جو چاہے سچ جھوٹ چھاپکر اسکو سیدھی کر کے ایڈیٹران اخبار اور لیڈر (رہبر) کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ علماء مذہب کے ہادی و رہنما لہذا یہ دونوں فریق راستی پر ہوں۔ اور دنیا میں امن و راستی قائیم کرنا چاہیں۔ تو ان کے برابر امن و راستی قائیم ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ اور اگر یہ دونو ٹیڑھے ہو جائیں۔ اور دنیا میں بد امنی و ناراستی پھیلانا چاہیں۔ تو انکے برابر ملک میں بد امنی و گمراہی پھیلانے کا کوئی ذریعہ نہیں۔؛

ہمارے اس بیان سے صاف عیاں ہے۔ کہ ہندوستان میں مغربی تعلیم کو یوروپ کی طرز پر پھیلانا اور ہندوستانیوں کو یوروپین بنانا گورنمنٹ سے ایک ایسی غلطی ہوئی ہے۔ جس کا بحکم "خود کردہ را چہ علاج" کوئی علاج نہیں ہے۔؛

دوسری غلطی۔ (جو قابل علاج ہے) اس مغربی تعلیم کی اشاعت میں گورنمنٹ سے یہ ہوئی ہے۔ کہ اس تعلیم سے گورنمنٹ نے مذہبی تعلیم کو علیحدہ اور خارج کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہی تعلیم یافتہ لوگوں میں عموماً آزادی پھیلتی جاتی ہے۔ گورنمنٹ نے مذہبی تعلیم کو اپنی سکیم سے خارج اور علیحدہ کرنے میں یہ فایدہ سوچا ہوگا کہ مذہبی تعصب جو ہندوستان کے مختلف اقوام ہندو و مسلمان وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ مذہبی تعلیم سے پیدا ہوتا اور قائیم رہتا ہے۔ وہ دور ہوگا۔ اور اس تعلیم کے اٹھ جانیسے ہندوستان ترک مذہب کی نظر سے یوروپ کی مانند ہو جائیگا۔ اور اس سے سلطنت کو جو ان اقوام سے مذہب میں مخالف ہے۔ استحکام ہوگا۔ اور شاید یہ نہ سوچا کہ یوروپ میں ایک نیشن ایک قوم ہے۔ لہذا اس میں مذہب رہا۔ تو سب کا رہیگا۔ اٹھ گیا تو سب کا اٹھ جائے گا۔ بخلاف ہندوستان کے کہ اس میں جتنی قومیں ہیں۔ اتنی ہی مذاہب ہیں۔ جو سب کے سب آپس میں متقابل اور رقیب ہیں ان میں سے ایک میں ضعف رہے گا۔ تو دوسرا سر اٹھائیگا جس سے پھر اس ایک کو سر اٹھانے کا سامان کرنا پڑیگا۔ اس کمپٹیشن و مقابلہ کے ساتھ مذہب کا ہندوستان سے اٹھ جانا ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناممکن امر ہو جائے گا۔*

اگر اس خیال کے مقابلہ مین کسیکا یہ خیال ہو۔ کہ آخر گورنمنٹ کی پالیسی کا اثر اس گریجوایٹ پارٹی پر تو ظاہر ہو ہی گیا ہے۔ جنہوں نے مذہبی تعلیم پاکر مذہب کو خیرباد کہدیا۔ اور وہ لوگ تو گورنمنٹ کی ہان مین ہاں ملانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ تو اسکے جواب میں عرض کیا جاویگا۔ کہ ملک مین مذہبی تعلیم چھوڑ کر مغربی تعلیم پانے والے کسقدر ہیں؟ اور ان مٹھی بھر تعلیم یافتہ میں گورنمنٹ کی ہاں میں ہاں ملانے والے کتنے ہیں؟ جن لوگوں نے ابھی ابھی ایجیٹیشن میں حصہ پارٹ لیا تھا کیا وہ مغربی تعلیم یافتہ نہ تھے۔ جس کا تدارک گورنمنٹ کو بہت سا روپیہ اور وقت خرچ کرکے کرنا پڑا۔

اِس کا سِتر اور حق یہ بات ہے۔ کہ گو اس ملک میں مذہبی تعلیم کو اٹھا کر مذہب کو ملیامیٹ کیا جاوے۔ اور کوئی بھی مغربی تعلیم یافتہ اپنے مذہب پر قائیم نہ رہے۔ مگر پھر بھی نیشنل جوش اور پارٹی فیلنگ کا اثر ان کے دماغون دلوں سے ہرگز ہرگز کبھی دور نہ ہوگا وہ باوجود لامذہب اور اتھیسٹ ہو جانیکے قومی حمیت وحمایت کا خیال دل سے نہ نکالینگے۔ اور جب کبھی موقعہ پائینگے رہی سہی قوم کا بول بالا چاہینگے۔ اور غیر قوم کی حکومت سے آزاد ہونا پسند کرینگے۔ اور اِس کے وسائل بہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ لہٰذا اِن کو منقاد اور رام کرنے کی تدبیر بجز اس کے کوئی اور نہیں ہے۔ کہ اِن کو اپنی اپنی مذہبی تعلیم میں مدد دیجاوے۔ اور ان کے مذہب ہی کی ہدایات سے اِن کو سیدھا رکھا جاوے۔ اور یہ سکھایا جاوے۔ کہ تمہارا مذہب ہی تمکو ہر ایک سلطنت کی (گو تمہارے مذہب سے مخالفت رکھتی ہو) اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ اور اس کی بغاوت سے منع کرتا ہے (جیسا کہ مذہب اسلام کا حال ہے۔ جو اس مضمون میں بتایا گیا ہے) جو لوگ مذاہب کے اصول تعلیم سے واقف ہیں۔ وہ بخوبی واقف ہیں۔ کہ ملک میں امن اور دنیا میں حسن انتظام قائم کرنے کا قوی اور مؤثر سبب جیسا کہ مذہب اور مذہبی اعتقاد اور مذہبی تعلیم ہے۔ اور کوئی چیز نہین ہے۔ نہ تلوار اور نہ زور حکومت اور نہ قوت بازو بشرطیکہ** کسی مذہب

* اس شرط میں اور ایسا ہی عبارت اخبار وکیل منقولہ صفحہ ۶۱ کی اسی قسم کی شرط میں یہ اشارہ ہے۔ کہ رعایائے برٹش گورنمنٹ کے جس فرقہ یا مذہب کی تعلیم میں گورنمنٹ کی اطاعت کی ہدایت نہو۔ اس فرقہ یا مذہب کی تعلیم میں گورنمنٹ رعایا کو مدد نہ دے۔

ہمارے خیال میں ہندوستان کی رعایا میں زیادہ تر چار مذہب کے لوگ ہیں۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ یہودی۔ آخری دو مذہب کے حال سے گورنمنٹ خود واقف ہے۔ رہے دو قدیم مذاہب (ہندو اور مسلمان) سو ان کا حال ان دو گروہوں کے طریق عمل سے گورنمنٹ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے احکام اور ہدایات اس قسم کے ہوں۔ جنسے امن قایم ہو سکے۔ اور ظلم کا قلع قمع (جیسا کہ مذہب اسلام کے احکام ہیں جنکا ایک نمونہ وہ حکم ہے۔ جو اوپر منقول ہو چکا ہے۔ اور صدہا احکام متعلقہ امن و انصاف ہمارے مضمون مذہب معاشرت میں بضمن جلد دوم اشاعۃ السنہ بیان ہو چکے ہیں) تلوار اور زور حکومت تو لوگوں کو دنیاوی مواخذہ سے ڈرا کر فرمان بردار سلطنت بنا کر دنیا میں امن قایم کرتے ہیں۔ جنسے دوسرے کی حکومت میں پناہ لیکر یا قانونی تدبیر کو آڑ بنا کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۳) پر واضح ہو چکا ہے۔ اور خاصکر اسلام کا حال اسلامی لیڈروں دین کے خادموں نے اپنی تصانیف میں ظاہر و مشتہر کر دیا ہے۔ جن میں سے اشاعۃ السنہ نے بہت سا پارٹ لیا ہے۔ مگر ہندوں میں سے ایک نئے فرقہ آریہ اور مسلمانوں میں سے ایک نئے فرقہ مرزائیہ کی بعض تصانیف میں ان دونوں نئے فرقوں کی تعلیم اطاعت گورنمنٹ میں اشتباہ پایا جاتا ہے۔ فرقہ آریہ کے لیڈر سوامی دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کے فقرات ذیل یہی اشتباہ پیدا کر رہے ہیں:-

(۱) کشتری کو واجب ہے۔ کہ فاضل تر برہمن کی مانند عالم اور نیک تربیت سے بہرہ ور ہو کر اس تمام سلطنت کی حفاظت داد گستری ٹھیک طور پر کرے (ستیارتھ پرکاش ع‍ ۱۵۷) طبع دوم

(۲) جملہ افواج کی سرکردگی اور فوجی افسروں پر شاہی اہتمام رکھنے کا منصب نیز سررشتہ تعزیر کے تمام کاموں کی افسری اور حاوی برہمہ اور خداوند ہمہ رتبہ و سلطنت ان چاروں اقتداروں پر ایسے لوگوں کو جاگزین کرنا چاہئے۔ جو وید اور شاستر کے پورے ماہر عالم فاضل۔ ستودہ منش۔ غالب الحواس اخلاق حسنہ سے متصف ہوں یعنے سپہ سالار اعظم وزیر اعظم کاروبار عدالت کا افسر اعظم اور راجہ چاروں ماہر جملہ علوم ہونے چاہیں۔ (ستیارتھ پرکاش ع‍ ۱۶۲)

(۳) جاہل بے وقوف۔ ویدوں کے نہ جاننے والے جو فرائض تبلائیں ان کو کبھی تسلیم نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ بیوقوفوں کے تبلائے ہوئے فرائض کے مطابق جو لوگ عمل کرتے ہیں۔ انکے پیچھے سینکڑوں برائیاں لگ جاتی ہیں۔ اسلئے وِدیا سبھا۔ دھرم سبھا۔ اور راج سبھاؤں میں بے وقوفوں کو کبھی بھرتی نہیں کرنا۔ ہمیشہ صاحب علم اور دھرم پر چلنے والوں کو مقرر کرنا چاہئے۔ (ستیارتھ پرکاش ع‍ ۱۶۳)

(۴) جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے۔ اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر ذات برنکت (یکی کہانیوالے کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہئے۔ (ستیارتھ پرکاش ع‍ ۶۲)

اور مرزائیہ فرقہ کے لیڈر مرزا غلام احمد کی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۱۲ میں اس فقرہ میں اشتباہ پایا جاتا ہے۔ جب انسان خدا تعالے کا نافرمان ہو جاتا ہے۔ تو اسکی ملک اصل مالک (خدا تعالے) کیطرف عود کرتی ہے۔ پھر اس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ جاہے تو بلا توسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے۔ اور انکی جانوں کو معرض عدم میں پہنچا دے۔ یا کسی رسول کے واسطہ سے یہ تجلی قہری نازل کرے۔ ایک ہی بات ہے۔ ہر چند مرزا غلام احمد نے اپنی بہت سی تصانیف اردو انگریزی میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ مسلمانان برٹش گورنمنٹ کو اس گورنمنٹ سے مخالفت لڑائی کرنا ناجائز ہے۔ بلکہ جو دین اسلام میں جنگ و جہاد کا حکم وارد ہے۔

© rasailojaraid.com

لوگوں کا بچ جانا بھی ممکن ہے چنانچہ ہم صاف مشاہدہ کرتے ہیں۔ کو بعض اشخاص گورنمنٹ انگلشیہ کی بغاوت اختیار کرکے سرحد یاغستان یا پانڈی چری میں پناہ گزین ہوجاتے اور صاف بچ جاتے ہیں۔ اور بہت لوگ اس سلطنت میں رہکر رعایا کا خون وکشت سرقہ اور زنا بجبر کرکے عدالت کے وکیلوں کو اپنی حمایت کے لئے کھڑا کرکے روپیہ خرچ کرکے جھوٹے گواہ بناکر صاف بری ہوکر اسی سلطنت میں دندناتے پھرتے ہیں۔ اور مذہب اور احکام مذہب لوگوں کو اخروی مواخذہ سے ڈراتے ہیں۔ اسی وجہ سے جو لوگ مذہب اور مواخذہ آخرت سے ڈرتے ہیں۔ سو وہ نقض امن سے دلی یقین کے ساتھ ڈرتے ہیں۔ اور نقض امن کرکے اپنے بچاؤ اور پناہ کی کوئی جگہ کوئی تدبیر بیچ اسکے گروہ نقض امن سے پرہیز گریز نہیں سمجھتے ؛

یہی وجہ ہے۔ کہ جن اقوام اور ملکوں میں مذہبی ہدایات پر یقین و ایمان رکھنے کے سبب بغاوت اور دیگر گناہوں (قتل چوری۔ زنا۔ خودکشی وغیرہ) کو برا سمجھا جاتا ہے۔ ان اقوام اور ملکوں میں اس قسم کے جرائم اس کثرت سے واقع نہیں ہوتے۔ جس کثرت سے ان اقوام اور ملکوں میں واقعہ ہوتے ہیں جنہیں مذہب کا اعتقاد اور مواخذہ اخروی کا یقین نہیں ہے۔ گو قوانین و آئین سلطنت اس قوم و ملک میں اعلیٰ درجہ کی تہذیب و استحکام کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ؛

اسکی تمثیل میں ہم دو ملکوں اور انکی رعایا اقوام کو پیش کرتے ہیں۔ ایک ایشیا افغانستان وغیرہ دوسرا یوروپ انگلستان وغیرہ۔ افغانستان میں زنا۔ اور خودکشی برائے نام ہے یوروپ ان جرائم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ زنا تو وہاں عموماً جرم ہی نہیں۔ خودکشی کو قانون سلطنت نے جرم قرار دیا ہوا ہے۔ مگر اس کا وقوع اس کثرت سے ہوتا ہے۔ جسکی نظیر دوسرے ملکوں میں پائی نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴) وہ اب اسکے آنیسے منسوخ ہوگیا ہے۔ اور جہاد مطلق حرام ہے۔ مگر یہ عبارت جو ہمنے دافع الوساوس سے نقل کی ہے اسکی تمام تصانیف پر پانی پھیر رہی ہے۔ اور یہ بتا رہی ہے۔ کہ جو کچھ اس نے تصانیف مذکورہ میں بیان کیا ہے وہ صرف دھوکہ دہی اور ملمع کاری ہے وہ اپنے دل میں در حقیقت وہ ہر شخص کو اور ہر قوم یا سلطنت کو جو اسکے مذہبی خیالات کے مخالف ہو نافرمان جانتا ہے اور انکے مالوں اور جانوں کو تلف کرنا جائز سمجھتا ہے۔ ہمنے یہ بات مرزا کے مقابلہ میں اور اسکو مخاطب کرکے سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۹ جولائی ۱۹۰۸ء میں مشتہر کی تو مرزا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا نہ اس اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں اور نہ کسی اپنے اخبار یا رسالہ میں جس سے صاف ثابت ہے کہ اس عبارت میں یقیناً وہ اشتباہ ہے اور جبتک کہ اس عبارت کو مرزا غلام احمد واپس نہ لے یا اس کا کوئی مطلب صحیح نہ بتا دے اسکی تعلیم اور وہ اور اسکے پیرو اس محل اشتباہ میں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ مرزا اس عبارت کو واپس لے اگر اس کا صحیح مطلب بتا سکے اور اسکی تعلیم بلا شبہ تمام مالو

* مرزا تو مرگیا ہے۔ یہ کام اسکے جانشین کریں گے۔ تو اس اشتباہ کے الزام سے بری ہو نگے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جاتی۔

اس تفاوت کیوجہ یہی ہے۔ کہ ایشیا میں زنا و خودکشی کو بحکم مذہب اور بخوف مواخذہ آخرت برا سمجھا جاتا ہے۔ یوروپ میں اعتقاد مذہب کو لغو سمجھکر بحکم عقل ان جرائم کو جرم سمجھا جاتا ہے اور عقل ہمیشہ بدلتی رہی ہے۔ جس چیز کو ایک وقت میں بحکم عقل برا سمجھا جاتا ہے۔ وہی چیز دوسرے وقت میں بھلی معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔ اور مذہب وہ لازوال یقین ہے۔ جسکے احکام و اصول میں (تاوقتیکہ مذہب کو ترک نہ کیا جاوے) تبدیلی واقعہ نہیں ہوتی۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ حسن انتظام دنیاوی کے واسطے مذہب ایک قوی و موثر سبب ہے۔ اور مذہب کا قیام و بقا تعلیم مذہبی کے بغیر ناممکن ہے۔ گورنمنٹ نے جس خیال سے مذہبی تعلیم کو اپنے مجوزہ سکیم سے نکالا تھا اُس خیال کا عکس اسکی مجوزہ تعلیم سے ظہور میں آیا۔ اور تعلیم یافتہ پارٹی ہی سے نقض امن اور گورنمنٹ کا خلاف ظہور میں آنے لگا۔

تعلیم مذہبی کے بغیر مغربی تعلیم کے اس نتیجہ کو آخر یوروپ کے دانا اور مدبران سلطنت بھی سمجھہ گئے ہیں کئی ویسرای اور لفٹنٹ گورنران اپنی درباری سپیچوں میں برملا صاف صاف فرما چکے ہیں کہ نئے تعلیم یافتہ نوجوان مذہبی اخلاقی تعلیم سے محروم رہنے کیوجہ سے نہ ماں باپ کا ادب کرتے ہیں۔ نہ سلطنت کا اور نہ اہل حقوق کے حقوق پہچانتے ہیں۔

اسوقت کے ویسرا و گورنر جنرل کشور ہند لارڈ منٹو بالقابہ نے ۱۲ر اپریل سنہ ۱۹۰۸ء کے ایڈرس ٹرسٹیان علیگڈھ کالج کے جواب میں جو تقریر فرمائی ہے۔ اس میں مذہبی تعلیم کو مغربی تعلیم کیساتھ ملا دینے کو ایک استحسان کی نگاہ سے دیکھکر اس امر کو بانی کالج کی فتحمندی اور کامیابی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وہ اُس خیال کو پورا کرنے میں جس کے لئے اس سختی سے لڑا فتحمند ہوا اس نے مغربی تعلیم اور اعلیٰ درجہ مذہبی خیالات کو ملا دیا میرے خیال میں انہوں نے اس تعلیم کا اصل راز دریافت کیا جسکی ہندوستان کو ضرورت ہے۔ (ان الفاظ کو غور سے دیکھو) انہوں نے اِس خطرہ کو صاف طور پر شاہدہ کیا۔ جو نئی نسلوں کو ہلاک کر دیتا۔ اگر وہ سطحی طور پر مغربی تعلیم کو حاصل کرتے اور روحانی رہنمائی کو جسپر ان کے اسلاف نے دارمدار رکھا تھا چھوڑ بیٹھتے (ان الفاظ کو بھی غور سے دیکھو) اور ضبط نفس اور ایثار جیسی صفات سے جنکا ہر ایک مذہب متقاضی ہے کورے ہوتے۔ اور کوئی مذہبی تعلیم نصب العین۔ اور مدنظر نہ رکھتے (ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الفاظ کو بھی غور سے دیکھو) ان تمام خطرات کو دور کرنیکے لئے انہوں نے تعلیم رائجہ کے طریقے کو معہ مذہبی تعلیم کے قائیم کیا۔ جو نتائج کے لحاظ سے نہایت کامیاب رہا (ان الفاظ کو بھی غور سے دیکھو) اس تقریر کے لفظ لفظ میں مذہبی تعلیم کی تحسین اور تائید پائی جاتی ہے۔ اور ہندوستان کے لئے اسکی ضرورت اور اسکے چھوڑ دینے سے انکی ہلاکت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی خیال اسوقت یورپ کے تمام مدبروں اور یونیورسٹیوں اور اخباروں میں پھیلتا جاتا ہے۔ اور مذہبی تعلیم کو مغربی تعلیم سے علیحدہ کرنے پر انکو افسوس اور ندامت پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ ایک لایق ہمعصر ایڈیٹر اخبار وکیل نے اپنے پرچہ ۱۰ اپریل شنبہ میں لکھا ہے

"مذہبی تعلیم

یونیورسٹی کانوکیشنوں اور ولایتی اخباروں میں اب ملک کے موجودہ تعلیمی طریقہ پر جو نکتہ چینیاں ہوتی ہیں۔ ان سے اس جدائی پر روشنی پڑتی ہے۔ جو مذہبی اور دنیوی تعلیم میں پائی جاتی ہے۔ لارڈ منٹو نے خود اس نکتہ حق کی اصابت کو تسلیم کیا ہے۔ اگرچہ ہز ایکسلنسی نے اسپر نہایت محفوظ طریقے سے بحث کی ہے۔ تاہم انہوں نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ گورنمنٹ ان کوششوں کو مسرت سے دیکھیگی جو مذہبی اور دنیوی تعلیم کو ملانے میں کیجائینگی۔ ہندوستان کے لئے ایک نیشنل یونیورسٹی کا خیال جو ہندوستانیوں کے زیر انتظام ہو غور کے قابل ہے۔ مسز اے۔ بی بسنٹ نے بنارس میں جس تعلیمی کام کی بنیاد ڈالی ہے۔ اسکو خاص کامیابی ہوئی مسز بسنٹ نے ولایت میں مسٹر ہارڈلی کے بھی اپنی تحریک کا تذکرہ کیا۔ خود یورپ کے مدبرین اور اکثر فرمانروا مذہبی تعلیم کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ چنانچہ قیصر جرمنی نے مدبرین جرمنی کے سامنے ایک بسیط لیکچر میں لوگوں کو مذہب کی پابندی پر توجہ دلائی۔ یہ ایک امر مسلمہ ہے۔ کہ اخلاقی محاسن محض مذہب ہی پیدا کرتا ہے۔ بشرطیکہ مذہب میں معقولیت ہو۔ یورپ نے اپنے مذہب کو یونیورسٹیوں سے خارج کر کے تمدنی ترقی کی بنیاد ڈالنے کو ضروری سمجھا۔ اور اس میں وہ مجبور ہے۔ کیونکہ مذہب پر قائیم رہکر اسکے لئے ترقی کرنا نہایت مشکل ہو جاتا۔ برعکس اسکے اگر مسلمانوں کو دیکھا جاوے۔ تو بغیر مذہب کے ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ پس سخت ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ مسلمان یورپ کی اس ندامت سے جو مذہب سے اغماض کرنے میں انہیں اٹھانی پڑی۔ فایدہ اٹھا دیں۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان ہی خیالات و مقالات مدبرین یوروپ اور ارکان سلطنت نے ہمکو جرأت دلائی ہے۔ کہ ہم گورنمنٹ کی حضور میں مودبانہ عرض کریں۔ کہ مغربی تعلیم سے مذہبی تعلیم کو نکال دینے میں گورنمنٹ کو غلطی ہوئی ہے۔ اور ملک میں آزادی اور بد امنی پہیلنے کی بڑی قوی وجہ یہی مغربی تعلیم کی اشاعت اور مذہبی تعلیم سے غفلت ہے۔

ہر چند اب اس عام سیل اور پر زور طوفان کا روکنا گورنمنٹ کے اختیار سے باہر ہو گیا ہے گورنمنٹ نہ تو موجودہ مغربی تعلیم کو روک سکتی ہے۔ اور نہ خیال نیوٹرلٹی اور ان مالی مشکلات کیوجہ سے جو کمیشن تعلیم نے گورنمنٹ کو دکھائی ہیں۔ مذہبی تعلیم کو سکولوں کالجوں میں داخل کر سکتی ہے۔

تاہم گورنمنٹ کی طاقت و اختیار سے یہ امر باہر نہیں۔ کہ وہ مثل مشہور مفت کرم داشتن پر عمل کر کے بلا خرچ کرنے ایک پیسہ بلکہ ایک کوڑی کے اور بلا تفرقہ و امتیاز مذہبی ہر ایک مذہب کی (جو اطاعت و عدم بغاوت سلطنت اور اعتقاد جزا و سزا آخرت کی ہدایت کرتا ہو) تعلیم میں اپنی رعایا کو مدد دے۔ اور اسکی ترغیب کے لئے ایسے وسایل اور طریق اختیار کرے جس سے رعایا کو خود بخود مذہبی تعلیم کی رغبت اور شوق پیدا ہو جائے۔ اس مفت اور بلا صرف اور نیوٹرلٹی کو قایم رکھنے والی مدد کی کئی صورتیں ہیں۔ جو نہایت خیر خواہی کی نظر سے اور کمال ادب کے ساتھ عرض کیجاتی ہیں۔ سب سے مقدم اور پہلی یہ صورت ہے۔ کہ وہ طالب علموں کو بلا ضرورت و بلا فایدہ معتد بہ (لایق اعتبار) بلکہ عبث اور لغو تعلیم سے سبکدوش کر کے انکو مذہبی تعلیم پانے کے لئے وقت عطا کرے۔ یہ ایک بڑی بہاری مدد ہے۔ جسمیں گورنمنٹ کا کچھہ صرف نہیں ہوتا۔ اور طالب علموں کا بہت کچھہ بن سکتا ہے۔ اگر وہ بنانا چاہیں۔

وقت طلباء کو ضایع کرنے والی تعلیمات میں سے ایک تو ڈرل اور جمناسٹک ہے۔ جس سے طالب علموں کو کرکٹ فٹبال سے بڑھکر ریاضت کا فایدہ نہیں۔ اور جسمانی نقصان یہ ہوتے ہیں۔ کہ کیسکی کلائی ٹوٹ جاتی ہے کسیکا سر پہٹ جاتا ہے بٹالہ کے مشن سکول میں ایک لڑکا اس ڈرل کے سبب مر گیا تہا۔ وہ سر کے بل گرا اور ہلاک ہوا۔ اور لڑکوں کے وقت کا ضایع ہونا اس سب نقصانوں سے بڑہکر ہے دوسری تعلیم پر ائمری جماعتوں کے پوروں کے۔ اور رسیوں کے جہکو۔ کاغذوں کے ڈبے بنانے سکہانا۔ اور رنگ برنگ کے کاغذوں کو کاٹکر پہول بنانا جسکو کنڈر گارٹن کہتے ہیں۔ اور جانوروں کتے بلیوں وغیرہ کی تصویریں بنانا۔ اور بلا تعلیم اصول نقشہ کشی نقشوں کی نقلیں اتارنا سکہانا اور دیواروں پر آویزان کرنے کیلئے نقشوں اور مساحت کی شکلوں پر رنگ برنگ کے کاغذ کاٹکر لگانا۔ ان کاموں میں لڑکوں کا بہت وقت ضایع ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور کوئی فن بھی ان کاموں سے ان کو حاصل نہیں ہوتا نہ بوریا بافی نہ نقشہ نویسی نہ نقاشی نہ مصوری نہ گلکاری جس سے وہ مدرسہ سے نکلکر ٹکڑا کما کہائیں۔ اور ان کاموں میں جسقدر وقت ان کا ضایع ہوتا ہے۔ اسکا کوئی بدل ان کو نہیں ملتا۔ ؎

تیسری تعلیم مڈل کی جماعتوں سے اعلےٰ جماعتوں تک جغرافیہ اور ہسٹری کی قدر ضرورت سے زائد کی تعلیم ہے جن طالب علموں کو سکول یا کالج سے نکلکر بجز ملازمت دفتر کے کوئی ایسا کام (جہاز رانی۔ یا سیاحت یا وسیع ممالک غیر کی تجارت یا جنگی ملازمت یا اخبار وں کی اڈیٹر ایڈیٹری جس میں جغرافیہ یا ہسٹری سے مدد لینے کی ضرورت نہیں پڑتی انکے لئے ان علوم میں اپنے عمر کا ایک حصہ صرف کرنا اپنی اوقات کو محض ضایع اور برباد کرنا ہوتا ہے جس کا ان کو کوئی بدل نہیں ملتا۔ ؎

گورنمنٹ ہماری ان معروضات کیطرف توجہ کر کے ان فضول تعلیمات کی زائد حصہ سے ان کو سبکدوش کر دیگی تو ان طالبعلمونکو جو مذہبی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مذہبی تعلیم پانے کیلئے مددگار رہیگی اور صفت احسان کے مرہون منت بنالیگی

دوسری صورت یہ کہ ڈرل ماسٹروں کو موقوف کر کے انکی تنخواہ سے انہیں مدرسونکی (جو سکول و کالجوں میں عربی پڑہانے پر مقرر ہیں) تنخواہوں میں اضافہ کر کے گورنمنٹ اجازت دے۔ کہ جو طالب علم ہندو یا مسلمان مذہبی تعلیم کا شایق ہو۔ اسکو سکولوں اور کالجونکے پہلے گھنٹہ میں جیسا کہ کمیشن تعلیم کے بعض شہادتوں میں تجویز پیش کی گئی تھی۔ مذہبی تعلیم دیں۔ اور جن سکولونمیں کوئی ڈرل ماسٹر ملازم نہ ہو۔ انمیں انہیں مدرسوں کو بلا اضافہ تنخواہ مذہبی تعلیم کی اجازت ملجاوے۔ اور اگر سوائے مدرسین سکول و کالج کے ہندو یا مسلمان اپنے اپنے مذاہب کی تعلیم کے واسطے اپنی طرف سے مدرسہ میں استاد بہیجکر پہلے گھنٹہ میں مذہبی تعلیم دلانا چاہیں۔ تو انکو بھی گورنمنٹ اجازت دیوے ان دونوں قسم کی اجازت سے امید ہے۔ کہ سرکاری سکولوں اور کالجوں میں ہندو مسلمانونکی مذہبی تعلیم جاری ہو جائیگی۔ اور گورنمنٹ کی ایک کوڑی خرچ نہ ہوگی۔ اور نہ گورنمنٹ کی نیوٹرلٹی فوت ہوگی۔ بلکہ وہ قایم و بحال رہیگی۔ ؎

اب رہے عیسائی سو پہلے ہی مشنری سکولوں کالجوں میں مذہبی تعلیم پاتے ہیں۔ اور معہذا ان سکولوں کالجوں کو گورنمنٹ اور کمیٹیوں کی طرفسے ایڈ (مدد) ملتی ہے۔ ؎

تیسری صورت یہ ہے کہ مذہبی تعلیم میں کامیاب اور پاس ہونے والے طالب علم کو کچھ نمبر بھی گورنمنٹ کے حکم سے تجویز ہو کر دئے جاویں۔ جو سرکاری تعلیم میں کامیاب ہونیکے واسطے اسکے کام آویں۔ اور جو طالب علم ...... سرکاری تعلیم میں کامیاب ہونیکے ساتھ مذہبی تعلیم میں بھی پاس ہو۔ اسکی ڈگری یا ڈپلوما میں ایسے اعزازی الفاظ بڑہائے جاویں۔ جس سے محض موجودہ تعلیم حاصل کرنے والونپر اسکو عزت اور فوقیت حاصل ہو

چوتھی صورت یہ ہے کہ جو لوگ علمی ڈگریوں کے ساتھ مذہبی ڈگریاں بھی پاویں۔ وہ ملازمت سرکاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں بھی ان لوگوں سے مقدم کئے جاویں - جو مذہبی تعلیم سے خالی اور عاری ہوں پانچویں صورت اس سے بڑہکر اور ہمارے خیال میں ہے - مگر اسکے بیان کا ہنوز وقت و موقعہ نہیں - پہلے ان چار صورتوں میں کوئی صورت گورنمنٹ اختیار کرے - تو اس پانچویں کے بیان کا موقعہ بھی نکل آوے ؛

ان چاروں صورتوں کی ترغیب سے ملک میں مذہبی تعلیم پہیل جائیگی - جس سے مذہب کی بنا قائم ہوگی - اور تعلیم یافتہ لوگوں میں مذہبی پابندی پیدا ہوگی - اور بیجا آزادی کم ہوگی - اور ملک میں امن و آسایش جو تعلیم مذہبی اور مذہب کا لازمی نتیجہ ہے - قایم ہوگی ؛

یہ پولٹیکل ایجیٹیشن اور ملک میں بے امنی پہیلنے کے ایک سبب اور اسکے علاج و ازالہ کے صورتوں کا بیان ہے - اسکے علاوہ اس ایجیٹیشن کے اسباب اور بھی ہیں جنمیں سے بعض اسباب کا بیان ضروری اور خیرخواہی گورنمنٹ اور ملک کا لازمہ ہے - اسلیے ہم گورنمنٹ سے اسکے بیان کی اجازت چاہتے ہیں ؛

ازانجملہ دوسرا سبب گورنمنٹ کا پولٹیکل مجلسوں سوسائیٹیوں کمیٹیوں اور ملکی اخباروں کو ترجیح (حد سے زیادہ) آزادی دینا ہے - کہ وہ جسقدر چاہیں - اپنی مجلسوں میں گورنمنٹ کو برا کہیں - اخباروں میں برے الفاظ گورنمنٹ کی نسبت استعمال کریں - اگر گورنمنٹ پہلے ہی مثل مشہور "گربہ را بروز اول باید کشت" پر عمل کرتی - اور ان مجلسوں اخباروں کو اسقدر آزادی نہ دیتی - تو اس ایجیٹیشن کی نوبت نہ آتی - اور نہ گورنمنٹ کو ان تدابیر کی جو پیچھے کر عمل میں آئی ہیں - (کہ کسیکو جیلخانہ بہیجدیا کسیکو عبور دریا شور کا مزہ چکھایا) ضرورت نہ پڑتی - گذشتہ را صلوات آیندہ ہی احتیاط عمل میں آوے - اور آزادی کو حد جواز میں محدود کیا جاوے ؛

تیسرا سبب سرکاری ملازمت خصوصاً فوجی حصہ میں جوش پہیلانیوالی قوم (ہندوؤں) سکھوں کو بڑہانا اور انکے مقابلہ میں پس ماندہ قوم مسلمانوں کو ان کی تعداد مردم شماری کی نسبت سے بہی حصہ کم دینا اگر فوجی پلٹنوں میں مسلمانوں کی تعداد سکھوں کے برابر ہوتی - تو بعض ایجیٹیٹروں کو اپنی لیکچروں سپیچوں میں اس فخر کرنے کا موقعہ ملتا - کہ میرے ساتہہ اسوقت اتنے ہزار فوجی سکھ ہیں سب مجہے کوئی ہاتہہ ہتہکڑی ڈالکر دیکہے تو سہی - کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے - اور نہ دوسرے ایجیٹیٹروں کو اپنی دولت اور ملازمت کے گہمنڈ پر مسلمانوں کی عدم شمولیت سے استغنا ہوتا - ہندو ایجیٹیٹر اعلےٰ درجہ کی ملازمت اور اسوجہ سے کثرت مال و دولت کیوجہ سے یہ سمجہہ ہے ہیں - کہ مسلمان چیز ہی کیا ہیں - گیا پدی اور کیا پدی کا شوربا ہمکو انکی عدم شمولیت کی پروا کیا ہے ؛

ہرچند ایک مدت سے بنگال اور پنجاب میں مسلمانوں کے ساتہہ سرکاری ملازمت میں واجبی مساواۃ عمل میں لانے کی گورنمنٹ ہدایت کر رہی ہے و لیکن بحکم ع و لیکن قلم در کف دشمن است ؛ ایکزیکٹو پارٹی (عمل و اختیار والے) لوگوں میں زیادہ ہندو صاحبان ہیں - جو اختیارات ملازمت میں پہلے سے حد سے بڑہے ہوئے ہیں -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لہذا وہ قاعدہ مساواۃ پر عمل ہونے نہیں دیتے۔ اور جہانتک انکالبس چلتاہے۔ وہ ملازمت کے پلیٹ فارم پر مسلمانونکو قدم بھی رکھنے نہیں دیتے۔ گورنمنٹ اس جوش کو ہمیشہ کیلئے فرد کرنا چاہتی ہے۔ تو وہ دو حریف قوموں میں سے ایک کو دوسرے پر اس کمپٹیشن (میدان) میں بڑھنے نہ دے۔ اب تو مسلمان بھی تعلیم میں اس مقدار سے جسمیں وہ ملازمت کا مساوی حصہ لینے کے مستحق ہوں۔ کم نہیں ہیں۔؞

چوتھا سبب عوام دیسیوں اور خواص جنٹلمین دیسیوں کے ساتھہ قانون اور عام اخلاق کے برتاؤ میں مساواۃ کو مرعی نہ رکھنا۔؞

قانونی برتاؤ میں مساواۃ نہ ہونیکی اس مقام میں ایک ایسی مثال ذکر کیجاتی ہے۔ جسکے ثبوت کے واسطے اسکی طرف توجہ کرنیکی وقت گورنمنٹ کو زیادہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔؞

ریلوے قانوں میں تھرڈ کلاس اور انٹرمیڈیٹ وغیرہ گاڑیوں میں جو قانون تعداد مسافرونکا مقرر ہے۔ اس سے خاصتہً یورپین (صاحب لوگ) فایدہ اٹھاتے ہیں۔ جس کمپاڈمنٹ (کمرے) میں صاحب بہادر بیٹھے ہوں۔ اسمیں قانونی تعداد کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ بلکہ جو کمپاڈمنٹ یورپین کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ کوئی یورپین اسمیں نہ بھی ہو۔ تو بھی وہ انکی خاطر خالی رکھا جاتا ہے۔ اور اسمیں کوئی دیسی سوار ہونا نہیں پاتا۔ اور جس کمپاڈمنٹ (کمرہ) میں دیسی سوار ہوں۔ اسمیں ایک کی جگہ چار دس کیجگہ پندرہ بیس بھر دیئے جاتے ہیں۔؞

بارہا اتفاق ہوا ہے۔ کہ ہمنے انٹرمیڈیٹ کا تو ٹکٹ لیا پھر ہجوم مسافرونکی وجہ سے انٹرمیڈیٹ کو چھوڑ کر کوئی اتفاق سے کم ہجوم والے تھرڈ کلاس میں سفر کیا اور پھر ڈسٹرکٹ ٹریفک سپرٹنڈنٹ کے دفتر سے انٹر کا زاید محصول واپس لیا۔؞

عام اخلاق کے برتاؤ میں مساواۃ نہ ہونیکی بھی ایسی ہی ایک مثال ذکر کیجاتی ہے۔ اکثر دیسی جنٹلمین بعض یورپین حکام کے پاس ملاقات کیواسطے جاتے ہیں تو وزٹ کارڈ (ملاقاتی ٹکٹ) صاحب کے پاس بھیج کر گھنٹوں انکی کوٹھی کے باہر سائیلوں یا مستغیثونکی مانند بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر کسی نے اردلی کو کچھہ روپیہ یا آٹھہ آنے دیدیا۔ تو کرسی ملگئی ورنہ درختونکے سائے کے تلے کپڑے بچھا کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اور آخر کسی کو ۲ دو ۳ تین گھنٹہ کے بعد کبھی یہ حکم اور جواب ملتا ہے۔ کہ صاحب بہادر کو آج فرصت نہیں۔ اور کسی کو اسقدر بھی جواب نہیں پاتا۔ گھنٹو بیٹھہ بیٹھہ کر ملاقات سے مایوس ہو کر واپس چلا جاتا ہے۔ یہ برتاؤ غالباً صاحب کمشنر سے نیچے درجہ کے حکام کا ہے۔ اس سے اعلے درجہ کے افسر و حکام اس سے مستثنے ہیں۔ جہانتک ہمارا ذاتی تجربہ ہے۔؞

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ قانونی اور اخلاقی نامساوات دیکھکر عموماً لوگونکی زبانپر یہ مقولہ جاری ہے۔ کہ قانون سرکاری صاحب لوگونکے واسطے ہے۔ نہ دیسیوں کے واسطے۔ اور اس سے حاکم او محکوم میں ایسی محبت جیسی کہ ہونی چاہیئے۔ قائیم نہین رہتی۔ اور نئے تحریک مخالفت سے باہم وحشت و نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔:

پانچواں سبب جو اس ایجٹیشن کا قریب سبب ہو گیا ہے۔ ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۰ء کو منسوخ کر کے اسجگہ دوسرا ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۶ء پبلک کی عام رائے کے اختلاف کے ساتھ پاس کر دینا۔ اور رعایا پر ٹکسوں اور بعض جنہلر کے معاملہ میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ امر بھی عموماً رعایا اور خصوصاً بے زبان اور غریب فرقہ زمیندار و نیز جو حکم و ہدایت نمبر ۲ قسم دوم سے واقف نہین ہوتے۔ سخت ناگوار اور شاق ہوا۔

ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۶ء مین کچھ تو رعایا کی غلط فہمی ہوئی۔ اور کچھ واقعی ناگوار زیادتی اور تبدیلی ہوئی۔ جسکو ایک سابق فرمانروائی پنجاب نے باوجود علم اسبات کے کہ پبلک کو اس ایکٹ سے سخت اختلاف ہے۔ اور تعلیم یافتہ ایجیٹیٹر اس اختلاف کو ہوا دے رہے ہیں۔ اور جلتی آگ اختلاف پر تیل ڈال رہے ہیں۔ جلدی سے پاس کر دیا۔ اور ایک سخت اور ڈبل غلطی کا ارتکاب کیا۔ جسکا نتیجہ جو نکلا سو نکلا۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس غلطی کی اصلاح جلد ہو گئی۔ اس فرمانروا کے جانشین نے عنان حکومت پنجاب اپنی ہاتھہ میں لیتے ہی اپنے پریڈیسسر کے غلطی کا عمدہ تدارک کیا۔ پہلے تو زمینداروں کی حالت زار اور مصیبت طاعون اور قلت بارش کیطرف نظر لطف و احسان فرما کر اس اضافہ معاملہ کو جس سے وہ شکستہ دل ہو رہے تھے معاف کیا۔ اور تو آبادی میں فصل خریف کو نقصان پہنچنے کے سبب نصف معاملہ معاف کر دیا اور بندرہ سولہ لاکھہ روپیہ کا احسان رعایا پر کر کے انکو اپنا مرہون منت بنا لیا۔:

پھر اس وحشت خیز ناراضی انگیز ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۶ء کو باوجود پاس ہو جانیکے پبلک میں مشتہر کر کے انکو اظہار ناراضی کا موقعہ دیا۔ اور گورنمنٹ ہند کو اس ایکٹ کے التوار کا مشورہ یا موقعہ دیدیا۔ اور گورنمنٹ ہند نے کمال دوراندیشی سے اور رعیت پروری سے اس ایکٹ کے نفاذ کو ملتوی فرمایا۔ اور سکرٹری اوف سٹیٹ (وزیر ہند) نے ایک عام مجلس کی سپیچ میں بھی اس ایکٹ کی نسبت اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ جو غالباً ملک معظم قیصر ہند کے رضا و ایما سے ہوگا۔ ان احسانات متواترہ گورنمنٹ پر ملک پنجاب کی رعایا۔ ملک معظم۔ اور سکرٹری اوف سٹیٹ اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب کی دل و زبان سے شکر گذار ہوئی۔ اور ہمیشہ اس احسان کے شکر گذار رہیگی۔:

سبب پنجم اور پہلے اسباب کے بیان سے ہمارا مقصود اس امر کا اظہار اور سفارش ہے۔ کہ گورنمنٹ احکام و قوانین جاری کرنیکے وقت اپنی رعایا کے ملک و حالات و خیالات کو ہمیشہ مدنظر رکھا کرے۔ اور اصول و ہدایات اسلام منقولہ بالا کو پیش نظر رکھکر مسلمان رعایا کو خصوصیت کے ساتھ اپنے احکام مجوزہ کا فرمانبردار تسلیم کر کے انپر نظر عنایت رکھے اور عموماً رعایا کی دلجوئی مراعات کرنے میں وہ ایک برانے پولیٹیشن مسلم استاد کے اشعار ذیل کو بنیاد دستور العمل بنائے رکھے۔:

© rasailojaraid.com